

---

---

کیا احمدی سچے مسلمان نہیں؟

بحواب

”قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق“



اے۔ ایس۔ موسیٰ

---

---

© 1991 ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD.

Published by:  
Islam International Publications Limited  
Islamabad  
Sheephatch Lane, Tilford,  
Surrey GU10 2AQ U. K.

Printed by:  
Raqeem Press  
Islamabad, U. K.

ISBN 1 85372 416 6

Electronic version by [www.alislam.org](http://www.alislam.org)

# فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	لدھیانوی صاحب کے کتابچہ کے متعلق ایک عمومی جائزہ	۱
۲	احمدیوں کے خلاف مہم کا جواز	۳
۳	بریلویوں کے خلاف دیوبندی فتویٰ	۵
۴	شیعہ بھی کافر ہیں	۷
۵	اہلحدیث بھی کافر ہیں	۹
۶	جماعت اسلامی کے خلاف فتویٰ	۱۱
۷	علمائے بریلی کا فتویٰ	۱۳
۸	علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ بابت دیوبندیہ و شلم	۱۵
۹	علماء اہل سنت کا فتویٰ	۱۷
۱۰	خطرناک قسم کا کفر	۱۹
۱۱	احمدیوں کے قتل کا فتویٰ	۲۱
۱۲	کیا اُمتی نبوت بند ہے	۲۳
۱۳	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں؟	۲۵

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۴	صاحب فضیلت کون ہوگا؟	۱۵
۱۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کی تاثیر	۲۰
۱۶	سب نبیوں کے خاتم	۲۲
۱۷	مسیح موعود کی نبوت	۲۵
۱۸	دلوں کا حال جاننے والے مولوی صاحب!	۲۸
۱۹	نئی شریعت بنانے کا الزام	۳۹
۲۰	اصحابوں کے ساتھ رعایتی سلوک	۴۷
۲۱	راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسمان گاتا نہیں	۴۹
۲۲	ایک اور جھوٹا الزام	۵۰
۲۳	صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۵۱
۲۴	ائمہ اثنا عشر	"
۲۵	ائمہ اربعہ	۵۲
۲۶	صلحائے امت	"
۲۷	مولوی صاحب کی ایک بھدی مثال	۵۳

## لدھیانوی صاحب کے کتابچہ کے متعلق ایک عمومی جائزہ

یہ کتابچہ دراصل مولوی محمد یوسف لدھیانوی صاحب کی ایک تقریر ہے جو انہوں نے دہلی کی مسجد شیوخ میں یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء کو بعد نماز عشاء کی اور جس کا مقصد مرتب کے نزدیک احمدیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق واضح کرنا ہے۔

ہر وہ شخص جو قرآن کریم اور سنت نبویہ پر سرسری نظر بھی رکھتا ہے وہ اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا کہ کتاب کی زبان انتہائی غلیظ اور استدلال (اگر وہ استدلال ہے) انتہائی بودہ ہے۔ یہ کتاب احادیث اور اس کے مقدس بانی پر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا پلندہ ہے اور اس کو پڑھ کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث مبارکہ اور اس میں مندرجہ پیشگوئی یاد آجاتی ہے اور دہلی کی مسجد میں کی جانے والی یہ تقریر اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک مظہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَسْمُهُ  
وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا دَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ  
خَرَابٌ مِنَ الْهَدْيِ ، عُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مِنْ تَحْتِ أَيْتِمِ السَّمَاءِ  
مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعَوْدٌ۔

(مشکوٰۃ المصابیح - کتاب العلم - الفصل الثالث)

یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا

قرآن کا صرف رسم الخط رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں نور ہدایت سے محروم ہوں گی۔ ان کے علماء اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ہر فتنہ انہیں سے نکلے گا اور انہیں کی طرف لوٹ جائے گا۔

اسی فتنہ گری کے شاخسانہ کے طور پر علماءِ حنفیہ نے ماموٰۃ زمانہ اور ابام وقت کے خلاف ساری دنیا میں جھوٹ اور فساد کی جو مہم شروع کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ احمدیوں کے خلاف اس شدید طرزِ عمل کے مقابل پر جب عامۃ المسلمین ان علماء کا رویہ دیگر غیر مسلم مذاہب کے متعلق دیکھتے ہیں تو تعجب میں مبتلا ہوتے ہیں کہ آخر کیوں علماء کا غیظ و غضب صرف احمدیوں پر ہی پڑ رہا ہے۔ جبکہ دنیا میں بیسیوں دوسرے مذاہب اور جماعتیں ہیں مثلاً عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ وغیرہ وغیرہ جو نہ صرف یہ کہ ان علماء کے نزدیک غیر مسلم ہیں بلکہ بیاہنگ دہل اپنے غیر مسلم ہونے کا اعلان بھی کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں۔ ان مذاہب میں سے عیسائیت کا تو یہ حال ہے کہ دندناتی ہوئی اسلامی ممالک میں تبلیغ کرتی ہوئی لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بناتی چلی جاتی ہے لیکن اس پر علماء کا غیظ و غضب نہیں بھڑکتا۔ مذکورہ تقریر جس پر یہ کتابچہ مشتمل ہے اس میں یہی سوال اٹھایا گیا ہے اور اس کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے مگر مولوی صاحب کے جواب پر غور کرنے سے پہلے اس سوال کی ماہیت پر غور کرنا ضروری ہے۔



دنیا بھر کی انسانی آبادی ۵ ارب بتائی جاتی ہے جس میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک ارب ہے۔ غیر مسلم دنیا کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو اسلام اور عالم اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ انگلینڈ سے شائع ہونے والے رسالہ "فوکس" کے مطابق عیسائی چورچ نے اگلے گیارہ سال میں دنیا کی آدھی آبادی کو عیسائی بنانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں (ہفت ذرہ لاہور، جولائی ۱۹۸۹ء)۔

حقیقت یہ ہے کہ عالم اسلام اس وقت خاص طور پر اسلام دشمنوں کی زد میں ہے۔ مگر علماء اسلام کی اس طرف کوئی توجہ نہیں۔

مسلمانوں کا اخلاقی انحطاط کتنا ہی سنگین ہوتا چلا جائے اسکی کوئی فکر نہیں۔ عالم اسلام کی علمی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے ایک مؤقر جریدہ لکھتا ہے :-

"اس وقت کربہ ارض پر مسلمانوں کی تعداد قریباً ایک ارب ہے ان میں سے تقریباً ۶۰ کروڑ ان پڑھ اور بالکل ناخواندہ ہیں۔ بیشتر قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہ علمائے کرام کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔"

(ہفتہ وار سائنس میگزین ۱۶ جون ۱۹۸۸ء ص ۷)

مگر علماء کی سوچوں کا رخ اور طرف ہے وہ تکفیر بازی اور باہمی قتل و غارت میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عالم اسلام کو دجالی طاقتوں سے نہیں، کلمہ گوؤں سے خطرہ ہے۔ اس لئے وہ عشاقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرتے اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان فدا یوں کو مٹانے کے لئے کوشاں ہیں جو ساری دنیا میں دین اور اسکی سر بلندی کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے مشہور مؤرخ مولانا رئیس احمد جعفری فرماتے ہیں :-

"مسلم قوم کی مرکزیت، پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید، مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش عامۃ المسلمین کی اصلاح اور فلاح، نجات دوام کی کامیابی تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں۔ پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں۔ پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتوے کا پشتارہ موجود ہے۔



جن کی نامسلمانی کا چہرہ چاگھر گھر ہے جن کا ایمان، جن کا عقیدہ مشکوک، مشتبہ

اور عقل نظر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے۔۔۔

کامل اس فرقہ مزاد سے اٹھا نہ کوئی

کچھ ہوئے تو یہی رہنماں قدحِ خوار ہوئے

(تاریخ مسلم لیگ یا حیات محمدی جلد ۱ ص ۱۵۸ مولانا رفیع احمد جعفری)

آئیے دیکھیں کہ لدھیانوی صاحب نے اسلام کے ان خدام اور جاں نثارانِ دین محمد کے

خلاف کیا الزامات لگائے ہیں۔

## احمدیوں کے خلاف مہم کا جواز

لدھیانوی صاحب نے احمدیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان جو فرق بتایا ہے اس کا

خلاصہ یہ ہے کہ احمدیوں کو کافر قرار دینے کے باوجود یہ اپنے آپ کو کافر تسلیم نہیں کرتے اور اپنے آپ

کو مسلمان کہلاتے پر مصر ہیں۔ اگر یہی وجہ احمدیوں کے خلاف عالمی مہم چلانے کے لئے کافی ہے تو

یاد رکھئے کہ اُمتِ مسلمہ میں ۳۷ فرقے ہیں اور ان میں سے متعدد اہم فرقے ایک دوسرے کو

کافر کہتے ہیں۔ مگر کوئی فرقہ بھی اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور اپنے اسلام

کا بر ملا اعلان کرتا ہے۔ اگر احمدیوں کا بھی یہی قصور ہے تو ان سے ملگ اور اپنی اسلوک کا کیا

جواز ہے؟



عالمِ اسلام میں تکفیر کا فتنہ اتنی شدت سے پھوٹا ہے کہ کوئی فرقہ اور گروہ اس سے

محفوظ نہیں رہا۔ برصغیر پاک و ہند کے مشہور مسلمان صحافی مولانا عبد المجید سالک صاحب

اس مسئلہ پر گہری نظر ڈالنے کے بعد جامع الشواہد ص ۷ کے حوالہ سے فرماتے ہیں:-



”عالم اسلام اور تاریخ اسلام کے اکابر اور ملت اسلام کے تمام فرقے کسی نہ کسی گروہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں شریعت و طریقت کی دنیا میں ایک مسلک اور ایک خانوادہ بھی تکفیر سے محفوظ نہیں۔“

مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ از مولانا عبد المجید سائلکؒ، نقوش پریس لاہور۔ انجمن تحفظ پاکستان لاہور۔  
اس لمبی اور نہایت دردناک اور تکلیف دہ تاریخ کا من و عن اعادہ تو اس مختصر رسالہ میں ناممکن ہے۔ تاہم بطور نمونہ از خبر وارے حسب ذیل چند فتاویٰ پیش ہیں جن سے صورتحال کی سنگینی کا کسی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔

## بریلویوں کے خلاف دیوبندی فتویٰ

دیوبندی علماء کے نزدیک سب بریلوی مشرک اور کافر ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ:-  
”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔“

{ فتاویٰ رشیدیہ کمال مہتاب از رشید احمد گنگوہی ص ۶۲ }  
{ ناشر۔ محمد سعید اینڈ کمپنی۔ قرآن عمل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی }

## شیعہ بھی کافر ہیں

نامور علمائے دیوبند کا شیعہوں کے خلاف یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ:-

”صرف مرتد اور کافر اور خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ کہ ہیں کہ دوسرے فرقہ کلمہ نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جمیع مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہیئے خصوصاً مناکحت۔“

علماء کرام کا متفقہ فتویٰ دربارہ ارتدادِ شیعہ اثناعشریہ  
[ناشر: مولوی محمد عبدالشکور یکنو مطبوعہ صفر ۱۳۴۸ھ]

## اہلحدیث بھی کافر ہیں

ستر علماء دیوبند نے اپنے دستخطوں کے ساتھ اہلحدیث کے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور  
لکھا ہے کہ ان سے میل جول رکھنا، ان کو مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعثِ خوف و  
فتنہ دین ہے۔ (اشتہار مطبوعہ الیکٹرک البوالعلائی پریس آگرہ)

## جماعتِ اسلامی کے خلاف فتویٰ

دارالعلوم دیوبند کی طرف سے جماعتِ اسلامی کے متعلق یہ فتویٰ دیا گیا:۔  
”یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی مزائیوں) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لئے  
زیادہ ضرر رساں ہے۔“

(استفتاء ضروری ص ۱۲ ناشر محمد وحید اشفاق مطبوعہ تفتی پریس رام پور ۱۳۴۵ھ)

## علمائے بریلی کا فتویٰ

علمائے بریلی نے تمام علمائے دیوبند کے متعلق نام بنام یہ فتویٰ دیا ہے کہ:۔  
”یہ قطعاً کافر اور مرتد ہیں اور ان کا ارتداد کفر سخت اشد درجے تک  
پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک  
کرے وہ بھی انہی جیسا کافر و مرتد ہے۔“

دپوسٹر علمائے بریلی۔ بحوالہ روزنامہ آفاق ۱۸ نومبر ۱۹۵۷ء

## علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ بابت دیوبندیہ و مشہم

”یہ سب کے سب مرتد ہیں۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ بے دینی و بد مذہبی کے خبیث سردار، ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے کینہ رکھنوں میں ہوں..... عالموں، فقیروں اور نیکوں کی وضع ہتھ ہیں اور باطن انکا خباثتوں سے بھرا ہوا ہے۔“

{ حسام الحرمین علی منکر الکفر والینک منکات مصنف مولانا احمد رضا خاں صاحب  
مطبوعہ مطبع اہل سنت والجماعت واقع۔ بریلی }

## علمائے اہل سنت کا فتویٰ

”اس زمانہ میں اسلام کو جتنا نقصان صرف وہابیہ دیوبندیہ کے ایک گروہ نے پہنچایا ہے تمام باطل فرقے مجموعی طور پر بھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکے.... اسلام سے علیحدہ ہو جانے کے بعد بھی یہ فرقہ اپنے آپ کو سنی حنفی کے نام سے ظاہر کرتا ہے اور ناواقف سنی حنفی بھائی اسی وجہ سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور اپنا ہم خیال سمجھ کر غلامانہ رکھنے کی وجہ سے ان کے دامن قریب میں پھنس جاتے ہیں۔“ (استہداد محمد ابراہیم بھگلپوری مطبوعہ عربی پریس مکنڈو)

اس ساری صورت حال کا تجربہ کار اور ناہر قانون دان کی حیثیت سے تجزیہ کرتے ہوئے ۱۹۵۲ء میں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی انکوائری رپورٹ میں قاضی جج مرحوم جسٹس منیر صاحب نے حسب ذیل فیصلہ دیا جو اس موضوع پر حرف آخر کا مقام رکھتا ہے وہ لکھتے ہیں:-

”اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس کے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ ”مسلم“ کس کو کہتے ہیں تحقیقات کے اس حصے کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء و کسے دماغوں میں اس قدر تولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جاسکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہوگا؟

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۳۱، ناشر: حق برادر زانار کی لاہور مطبوعہ انصاف پریس لاہور)

اس کے بعد فاضل مجوں نے دس مختلف فرقوں کے چوٹی کے علماء کی طرف سے کی جانے والی تعریفیں درج کر کے لکھا ہے:-

”دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے ”مسلم“ کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا جائے گا۔ اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔“ (ایضاً ص ۲۲۵)

## خطرناک قسم کا کفر

لدھیانوی صاحب نے کفر کی تین قسمیں بیان کی ہیں یعنی کافر، منافق اور زندیق۔ اور احمدیوں کو کفر کی سب سے خطرناک قسم کے حامل قرار دے کر زندیق قرار دیا ہے۔ ص ۵۷

تو یہی بات دیگر فرقوں کے علماء نے دیوبندیوں کے متعلق کہی ہے جو خود جناب مولیٰ صاحب

کا فرقہ ہے۔ قارئین کرام! مولوی صاحب نے تہذیب کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ اسے ہرزہ سرائی کہا جائے اور کیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کے ذہن میں باقی فرقوں کے فتوؤں کے یہ الفاظ حاضر نہ تھے جب ہی یہ نیا شوشہ چھوڑنے کی کوشش کی ہے ورنہ تہذیب کی اصطلاح تو بہت پہلے ان کے متعلق علمائے حرمین شریفین استعمال کر چکے ہیں۔ چنانچہ کتاب "حسام الحرمین علی منکر الکفر والبدع" مصنفہ مولوی احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ مطبع اہل سنت والجماعت بریلی سن اشاعت ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷۳ تا ۷۶ پر دیکھیں۔ کیسا تفصیلی اور غیر مبہم فتویٰ درج ہے جس کے بعد آپ کو تو ایسی جسارت نہیں کرنی چاہیے تھی

## احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

احمدیوں کو تہذیب قرار دینے کے بعد لدھیانوی صاحب احمدیوں کے قتل کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ ۱۰۸۔

تو یاد رکھیے! یہ فتویٰ بھی کوئی نیا نہیں ہے۔ امت کی سینکڑوں سال کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یوسف لدھیانوی کے ہم مزاج ظاہر پرست علماء نے بار بار دوسرے فرقوں کو صرف مرتد ہی قرار نہیں دیا بلکہ واجب القتل بھی قرار دیا ہے۔ صرف فرقوں ہی کو نہیں بلکہ اسلام کے جید علماء کے خلاف اسی طرح قتل کے فتوے جاری کئے گئے اور ان کا خون مباح قرار دیا گیا۔

سب سے زیادہ دردناک واقعہ کربلا کا واقعہ ہے جس کا دکھ قیامت تک مٹ نہیں سکتا۔ لدھیانوی مولوی صاحب کے ہمنوا قاضی شریعہ کا حضرت امام حسین کے خون کو مباح قرار دینا بتاتا ہے کہ لدھیانوی صاحب کے مزاج کے مفتی محض اس دوسری ہی پیداوار نہیں۔ یہاں ہم مثال کے طور پر چند ایسے بزرگانِ امت کی مختصر فہرست درج کر رہے ہیں جن کے خلاف صرف کفر کا نہیں بلکہ تہذیب کا بھی فتویٰ دے کر واجب القتل قرار دیا گیا۔



حضرت علامہ حکیم ترمذیؒ۔ سید عبد الکریم جیلانیؒ، علامہ ابن عربیؒ۔ علامہ عبد الوہاب شرانیؒ، علامہ قسمیؒ، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ۔ ملا علی قاریؒ۔ علامہ توریشتیؒ، علامہ عبدالرحمن جاتیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ وغیرہم۔ لیکن مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب فرقہ دیوبند کے بانی ہیں خاص طور پر ان کا بزرگ اور جتید عالم ہونا کسی دیوبندی کے نزدیک عقل نظر نہیں۔ ان کا عقیدہ من و عن پیش کیا جاتا ہے کہ۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

(تخذیر الناس من ان مولانا محمد قاسم صاحب۔ مطبع قاسمی دیوبند)

جناب لدھیانوی صاحب! اندیق کی جو تعریف آپ نے فرمائی ہے وہ ان پر کیوں صادق نہیں آتی۔ ہمارے نزدیک تو ان پر آتی ہے نہ جماعت احمدیہ پر لیکن آپ نے یہ حماقت کی ہے کہ جس شاعر پر بیٹے پڑے ہیں اسی کو کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں؟

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں:-

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، حضور کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے کا کوئی نبی زندہ نہیں، اگر بالفرض پہلے سارے نبی آجائیں۔ حضور کے زمانے میں۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بن جائیں، حضور پھر بھی آخری نبی ہیں کیونکہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی گئی۔ انبیاء کرام کے ناموں کی جو فہرست اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی اس میں آخری نام ہی آپ کا تھا آپ کی تشریف آوری سے انبیاء کرام کی وہ فہرست مکمل ہو گئی۔“



قارئین کرام! مولوی صاحب نے اپنی بچکانہ غیر علمی سوچ خدا کی طرف منسوب کرنے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھی۔ مولوی صاحب سمجھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد کسی کو نبوت عطا جانا آپ کی عزت و احترام کے خلاف ہے اور کسی پرانے نبی کا دوبارہ اگر نبوت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام کے مخالف نہیں۔

مولوی صاحب کا یہ تصور نہایت جاہلانہ اور قابلِ رد ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اگر صرف ان معنوں میں ہے کہ آپ کے بعد منصب نبوت کسی کو عطا نہیں کیا جائے گا۔ لیکن ضرورت نبوت باقی رہے گی تو یہ کیسی عزت افزائی ہوگی۔

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے گا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ آخری شخص ہیں جن کو منصب نبوت عطا کیا گیا لیکن چونکہ آپ کے بعد نبوت کی ضرورت نے باقی رہنا تھا اس لئے آپ کی آخریت کو قائم رکھنے کی خاطر خدا تعالیٰ ایک قدیم نبی کو غیر معمولی لمبی زندگی عطا کرے گا تا کہ نبی بنانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور پرانے سے ہی نئی ضرورتیں پوری کر لی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی لازوال حکمت کا ملکہ کی طرف ایسی بے وزن بات منسوب کرنا لدھیانوی دماغ ہی کو زیب دیتا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت ہے یا نہیں اگر کہا جائے کہ شرعی نبوت کی ضرورت ہے تو احمدی ہوں یا غیر احمدی، سب بیک آواز ہی کہیں گے ہرگز ضرورت نہیں۔

وہ شریعت جو کمال ہو گئی اور غیر تبدیل ہے اور جس کی قیامت تک حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے اس کے ظہور کے بعد عقل و نقل و شرعاً کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہتی۔ دوسرا سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا غیر شرعی نبوت کی ضرورت باقی ہے یا نہیں؟

اس کا جواب صرف احمدی ہی نہیں، لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا تمام علماء بھی یہ جواب دینے پر مجبور ہیں کہ ہاں غیر شرعی نبوت کی ضرورت باقی ہے اور بگڑتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح کیلئے

اور تمام دنیا میں دین کے غلبہ کے لئے محض مولوی اور پیر، فقیر کام نہیں دے سکتے۔ لازم ہے کہ کوئی خدا کا نبی اس عظیم کارنامے کو سرانجام دینے کے لئے آئے۔ اس لئے اس حصہ پر بھی کوئی اختلاف نہیں۔

اب اختلافی مسئلہ صرف یہ رہ جائے گا کہ جو بھی آئے ایسے ننگ میں آئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی معنی میں بھی تخفیف کا موجب نہ ہو بلکہ عزت افزائی کا موجب بنے۔

اس مسئلہ کا حل مولوی یوسف لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے کسی کو خواہ وہ کتنا ہی تابع نبی کیوں نہ ہو، آپ کے بعد منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائے بلکہ آپ کی امت کی اور زمانے کی جائز ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کسی پرانی امت کے نبی کو واپس بلا لیا جائے اور سارے کام اُسی سے چلا لئے جائیں۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ حل محض مضحکہ خیز ہے اور درحقیقت عزت افزائی کا موجب نہیں بلکہ برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اس کی بجائے سیدہ عاسدہ معقول حل یہ دکھائی دیتا ہے کہ فترتِ ان کریم کی اس آیت کریمہ کے مطابق کہ

مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ -

ترجمہ: جو لوگ بھی اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

(سورۃ النساء آیت ۷۰)

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور آپ کے غلاموں میں ہی سے اس غلامِ کامل کو امتی نبوت کی خلعت عطا کی جائے جو خدا کے نزدیک احیائے دین کے لئے اپنی

صلاحیتوں کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔ اور ہرگز کسی غیر امت کے نبی کا احسان نہ لیا جائے۔

اب دونوں مجوزہ حل آپ کے سامنے ہیں۔ ہر صاحب عقل و فہم انسان بلا تردد یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ کسی غیر اور پرانے نبی کا امت محمدیہ کی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر دوبارہ یا ہر سے دنیا میں آنا منصب ختم نبوت کے کھلم کھلا منافی ہے اور ختم نبوت کی جڑ توڑ سے بغیر وہ ہرگز امت محمدیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن بات صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس صورت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے اس کا آنا انتہائی ہلک امیز ہوگا کہ اس امت میں سے شیطانی حملوں سے بچاؤ کے لئے اور شیطانی تحریکات پر غلبہ پانے کے لئے عند الضرورت تو کوئی اس قابل نہ سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ اسے امتی نبی بنا کر امت کے اندر ہی سے امت محمدیہ کی سب ضروریات پوری فرما دے۔ لہذا ضروری ہوا کہ امت موسوی کے ایک نبی کو واپس لا کر اس کی دینی ضروریات پوری کی جائیں۔ پس جب کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی رہی تو سوال کی شکل یہ بن جائے گی۔ کہ خدا تعالیٰ نے آخری نبی تو بھیج دیا لیکن فی الحقیقت ایک اور نبی کے آنے کی ضرورت بھی باقی تھی۔ اس شکل میں جب یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے تو ہر صاحب فہم شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی ہے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی۔ اگر کسی قسم کی نبوت کی ضرورت باقی تھی تو اس نبوت کو وقت سے پہلے بند کرنا خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اور جس قسم کی ضرورت ہمیشہ کے لئے پوری ہو چکی اس قسم کی نبوت کو جاری رکھنا بھی خدا تعالیٰ کی حکمت کا لڑکے خلاف ہے۔

پس جب یہ بات غلے ہو گئی اور اصدیوں سمیت سب کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ فی الحقیقت نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی تو اس کا لازمی اور طبعی اور عقلی نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے آخری تشرعی نبی قرار دینا کہ آپ کے بعد نئی نوع انسان کو کسی قسم کی اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، نہایت معقول اور حکیمانہ فعل ہے اور اس کے

برعکس کوئی قول عقلاً قابل قبول نہیں جس کی شریعت کمال ہو اور محفوظ ہو اس کے بعد صاحب شریعت نبیؐ آنے کا تصور ہی بالبداهت باطل ہے۔ پس آخری ہونا ضرورت کے لحاظ سے طے ہوتا ہے نہ کہ اس بحث سے کہ پہلے کون پیدا ہوا اور بعد میں کون۔ یا پہلے کس کو نبوت دی گئی یا بعد میں کس کو۔ اگر کسی کو بعد میں نبوت دی گئی اور اس کے باوجود پہلے کے دوبارہ آنے کی ضرورت باقی رہی تو لازماً جو نبوت کے لحاظ سے زمانے کی ضرورت پوری کر گیا وہی زمانی لحاظ سے آخری نبی ہوگا۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک تو محض زمانی لحاظ سے آخری ہونا ہرگز باعث فضیلت نہیں ہے بلکہ زمانی لحاظ سے آخری صاحب شریعت ہونا باعث فضیلت ہے کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخری صاحب شریعت پر جو شریعت نازل ہوئی وہ سب سے افضل و اکمل اور دائمی تھی۔ اسی وجہ سے اس کے بعد کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہی پس آخری صاحب شریعت نبیؐ ہونا تو ایک بہت بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس کا دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے نبی کا سکھ تاقیامت چلے گا اور کوئی نبی ایسا نہیں ہو سکتا جو اس کے حکم کو مال دے یا اس میں ترمیم کر دے کیونکہ عقلاً یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جس کا قانون ہمیشہ کسے لئے ہو اس کی فرمانروائی بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔ پس اس پہلو سے آخری ہونا لازماً باعث فضیلت ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے لیکن لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا یہ سمجھتے ہیں کہ محض زمانی لحاظ سے آخری ہونا باعث فضیلت ہے۔ حالانکہ اس لغو عقیدے کی رو سے فی الحقیقت زمانی طور پر عیسیٰ علیہ السلام ہی آخری نبی بنیں گے کیونکہ باوجود اس کے کہ آپؑ کو نبوت پہلے عطا ہوئی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ضرورت پیش آنے پر وہ آخری شخص جو دنیا میں نبوت کرے گا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔

## صاحب فضیلت کون ہوگا

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں:۔

”جس بچے کو ماں باپ کی آخری اولاد کہا جائے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ہاں سب اولاد کے بعد پیدا ہوا۔ اسکی بعد کوئی بچہ ان ماں باپ کے ہاں پیدا نہیں ہوا۔ آخری اولاد کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ سب اولاد کے بعد تک زندہ بھی رہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیدا بعد میں ہوتا ہے لیکن انتقال اس کا پہلے ہو جاتا ہے۔ اسکی باوجود آخری اولاد کہلاتا ہے۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ میری آخری اولاد وہ بچہ تھا جو انتقال کر گیا۔“ (ص ۱۱)

لدھیانوی صاحب نے جو آخری اور پہلے کا موازنہ بعد میں پیدا ہونے والے بچے کی مثال دیکر کیا ہے اس کو کئی طرح سے بیان کیا جاسکتا ہے اس لئے محض مثال کے ایک پہلو کو لے کر کوئی حتمی دعویٰ کر بیٹھنا کوئی عقلمندوں کا کام نہیں۔ جہاں تک منصب کا تعلق ہے، اہل منصب میں سے آخری اسی کو قرار دیا جاتا ہے جو اپنے منصب کے ساتھ زندہ رہے اور یہ بحث نہیں کی جاتی کہ وہ کب پیدا ہوا تھا۔ اگر کہا جائے کہ سلطنتِ مغلیہ کا آخری بادشاہ بہادر شاہ تھا تو کوئی پاگل مؤرخ ہوگا جو اس کی تاریخ پیدائش کی جستجو میں اس کے آخری ہونے کا فیصلہ روک دے۔ یہی حال سب اہل منصب کا ہوتا ہے۔ آخری حکیم، آخری طبیب، آخری مفکر، آخری مفسر وغیرہم سب اپنی تاریخ وفات کے حساب سے آخری قرار پاتے ہیں نہ کہ تاریخ پیدائش کے اعتبار سے۔

ایک اور اہم غلطی لدھیانوی صاحب یہ کر رہے ہیں کہ محض آخری کی بحث کو چھوڑتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ موقع عمل کیا ہے۔ ہم تو محض آخری ہونے کو ہرگز عزت و شرف کا نشان شمار نہیں کرتے پس زیرِ نظر مثال کو محض اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھنا ہوگا کہ کوئی بچہ پہلے پیدا ہوا یا بعد میں، پہلے مر یا بعد میں بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ اسکا پیدا ہونا اور مرنا کن معنوں میں اس کیلئے عزت و عظمت کا موجب، اور کن معنوں میں اسکی برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے اسلئے بجائے اس کے کہ ہم مثالیں پیش کی جائیں، براہِ راست حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ کے متعلق اپنے اور ہمارے نظریئے کا موازنہ کر کے دیکھ لیجئے۔ وہ لوگ جو ذرا

ساحبی انصاف رکھتے ہوں گے صاف پہچان جائیں گے کہ جو نظریہ ہم پیش کرتے ہیں وہ بہت زیادہ عزت و تکریم اور توقیر کا حامل ہے۔ بہ نسبت آپ کے تھکانہ نظریہ کے۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے پیدا ہوئے اور بہت پہلے منصب نبوت پر فائز کئے گئے اور بہت بعد میں فوت ہوں گے اور آخری نبی جسے منصب نبوت پر فائز اور فریق نبوت انجام دیتے ہوئے دنیا دیکھے گی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اگر پہلے اور آخر کے صرف زمانی معنے کئے جائیں جیسا کہ آپ کو اصرار ہے تو پھر بعینہ ہی شکل بنتی ہے اور اسے دنیا کا کوئی انسان تبدیل نہیں کر سکتا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مزید گستاخی ہے کہ پہلے تو یہ خیال کیا جائے کہ بعض زمانہ کے لحاظ سے آخری ہونا اور بعض زمانہ کے لحاظ سے اول ہونا باعث فضیلت ہے۔ اور پھر یہ عقیدہ بھی رکھا جائے کہ منصب کے اعتبار سے بھی اور پیدائش کے اعتبار سے بھی دیگر تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نعوذ باللہ دوہری فوقیت ہوگی۔ پہلے آئے اور بعد میں مرے۔ پہلے نبوت عطا ہوئی اور سب کے بعد جس نے دنیا میں نبوت کی وہ بھی وہی تھے۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت، امت محمدیہ کے ہی نبی تھے، عیسیٰ علیہ السلام کو عجب اعزاز ملا کہ وہ امت موسوی کے بھی نبی تھے اور امت محمدیہ کے بھی نبی ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم تو یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف ایک آپ ہیں جو تمام جہانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور اس عالمگیریت میں کوئی آپ کا دوسرا شریک نہیں سوائے اس کے کہ بحیثیت غلام امت کا ہر فرد آپ کی نمائندگی میں یہ عالمگیر پیغام تمام دنیا تک پہنچانے کے منصب پر فائز ہے۔ لیکن آنجناب کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ صرف اس معاملہ میں آپ کے شریک ہی نہیں بلکہ دوہرا مرتبہ رکھتے ہیں۔ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل بھی آپ ہی ہیں اور رسولاً الیٰ المسلمین

والناس اجمعین بھی آپ ہی ہیں۔ پس آپ نے تو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا رہنے دیا نہ آخری کچھ خدا کا خوف کریں، عقل سے کام لیں۔ ایسے عقیدے پال کر خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جماعتِ احمدیہ چونکہ زمانہ کے لحاظ سے اولیت و آخریت کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتی بلکہ اولیت اور آخریت کو بحیثیت مرتبہ اور فضیلت اہمیت دیتی ہے۔ اس لئے جماعتِ احمدیہ کے عقیدہ پر کوئی عقلی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تو کیا اگر کروڑوں انبیاء بھی زمانہ کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوتے تو بھی آپ کی اولیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مرتبہ اور فضیلت کے لحاظ سے خدا کے حضور آپ ہی اول تھے اور آپ ہی آخر میں گئے۔ اسی طرح یہ تمام انبیاء و زمانہ کے لحاظ سے آپ کے بعد بھی آتے تو چونکہ ضروری تھا کہ آپ کی غلامی کا دم بھرتے۔ اس لئے آپ کی خاتمیت پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ اور آپ ہی خاتم رہتے۔ دیکھئے خود آپ کا یہی تو عقیدہ ہے کہ عیسیٰ دوبارہ بعد میں آنے کے باوجود اس وجہ سے خاتمیت کی ہر توڑنیوالے قرار نہیں پائیں گے کہ آپ کے امتی بن جائیں گے اور حلقہ غلامی میں داخل ہو جائیں گے۔ پس اس بحث سے ہر صاحب عقل و دانش پر یہ حقیقت خوب کھل جاتی ہے کہ اولیت و آخریت، مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے قابلِ ستائش ہیں نہ کہ محض زمانہ اعتبار سے۔

اگر جناب مولوی صاحب کے دماغ میں ابھی تک یہ بات داخل نہیں ہو سکی تو ایک اور مثال سے ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

انسانوں میں سے کوئی ایک انسان بہر حال پہلا تھا۔ کیا جناب لدھیانوی صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے جو پہلا آدمی تھا وہ مرتبہ کے لحاظ سے سب انسانوں سے افضل تھا اسی طرح جب قیامت آئے گی تو کوئی انسان ضرور ایسا ہوگا یا چند انسان ضرور ایسے ہوں گے جو سب کے آخر پر اس دنیا میں دم توڑیں گے۔ لہذا بحیثیت انسان زمانہ اعتبار سے وہ احسنی انسان کہلائیں گے۔ کیا جناب لدھیانوی صاحب کے نزدیک ان کا آخری ہونا ان کو تمام بنی نوع انسان سے جو پہلے گذر چکے، اعلیٰ و افضل ثابت کر دے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ صورتحال برعکس ہے۔ حضرت



اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مطلع فرما چکے ہیں کہ قیامت اشہد ان الناس پر آئے گی۔

پس اس دنیا میں سب کے آخر پر جو انسان دم توڑیں گے وہ نہایت بد بخت اور شریر ہونگے۔

اب بتائیے جناب لدھیانوی صاحب کہ محض زمانی طور پر آخری ہونا کیا اب بھی آپ کے نزدیک وجہ تفضیل ہے؟

علاوہ ازیں مرتبہ اور مقام کی بحث میں تو کبھی بھی نہ پیدا لٹس دیکھی جاتی ہے اور نہ موت دیکھی

جاتی ہے۔ مثلاً بنو امیہ کا آخری خلیفہ مروان ثانی بن محمد بن مروان تھا۔ کیا لدھیانوی صاحب یا کوئی اور انکا

ہمنوا مولوی جو عربی دانی کا زعم رکھتا ہو اسے بنو امیہ کا خاتم الخلفاء قرار دے سکتا ہے۔ اسی طرح

کیا بنو عباس کے آخری خلیفہ معتمد راشد کو کوئی اہل علم بنو عباس کا خاتم الخلفاء قرار دے سکتا

ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ لفظ خاتم مرتبے اور مقام اور تفضیل کے لحاظ سے اور بلندی کے لحاظ

سے آخری مقام پر فائز ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ ورنہ آپ کے معنوں میں یہ لفظ استعمال کیا جائے

تو قیامت اشہد ان الناس پر نہیں آئی چاہیے بلکہ سارے بنی آدم میں سب بلند مرتبہ لوگوں پر

آئی چاہیے اور انہیں تو پھر انسانوں کا خاتم قرار دینا چاہیے۔

مولوی صاحب ایک اور مثال دیکھیں۔ فضائل صحابہ کا جہاں ذکر ملتا ہے یا فضائل خلفاء

کا، وہاں آپ لوگ یا تو یہ بحث اٹھاتے ہیں کہ پہلا کون تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے تھے یا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ یا جب مناقب کی بات کرتے ہیں تو آج تک یہ کبھی پڑھنے سننے میں

نہیں آیا کہ اس لحاظ سے کسی صحابی کو افضل و برتر قرار دیا گیا ہو کہ وہ آخری صحابی تھا یا احقری

خلیفہ تھا۔ پس عقل کے ناخن لیں اور ہوش کی آنکھیں کھولیں اور اپنے پیرو مرشد بانی دیوبند حضرت

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کی ہر حکمت و دلیل کو بار بار پڑھنے اور سوچنے کی کوشش کریں کہ :-

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ

انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن

ہوگا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی بالذات کچھ تفضیل نہیں پھر مقام مدح میں و تلیق

رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔  
ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہتے اور اس مقام کو مقام مدح قرار  
نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخیر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ  
اہل اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔

(تخذیر الناس ص ۱۷۰ مولانا محمد قاسم صاحب - مطبع قاسمی دیوبند)

مولوی صاحب! یہ بھی یاد رکھیں کہ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے:-

”اہل اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“

مولوی صاحب! اپنے پیرو مرشد کی بات مانیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی عزت و تکریم کا جو جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے اسی کو اپنا کر اپنی عاقبت سنواریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کی تاثیر

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں:-

”قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ نہ یہ کہ  
آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آئندہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔“ (ص ۱)

پہلی بات تو یہ ہے کہ احمدیوں کا موقف لدھیانوی صاحب نے پیش کیا ہے اور اپنے مخصوص  
انذار میں نہایت ناقص طریق میں پیش کیا ہے۔ اگر ان میں تقویٰ کی دگ ہوتی تو یہ بیان کرتے۔ کہ  
احمدی خاتم النبیین کا جو مطلب بیان کرتے ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے  
بعینہ مطابق بیان کرتے ہیں:-

”قُولُوا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَ كَذَا“

کہ لوگو یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

گویا ان کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مسلک بالکل درست ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ خاتم النبیین اپنے شان اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے برتر مقام پر فائز نبی ہے اور زمانہ فی الحافظ سے آخری ہونا کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ اگر لدھیانوی صاحب کی نظر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس بزرگ ارشاد پر نہیں تھی تو بآسانی احمدیوں کا موقف اپنے پیرو مرشد کی زبان سے ہی بیان فرما دیتے اور یہ لکھتے۔ کہ احمدیوں کا موقف بعینہ وہی ہے جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ہے اور اس بات کی جسارت کرتے کہ ان کا یہ قول کہ:-

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَفِيكَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمت باعتبار تاخر زمانہ صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسوہ میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔"

د تخذیر الناس ص ۱۰ مصنف مولانا محمد قاسم صاحب - مطبع قاسمی دیوبند

درج کر کے جتنے چاہتے حملے کرتے۔ اگر اپنے استاد پر حملہ کرنے میں ان کی طبیعت میں حجاب ہے یا اپنے ہم مذہب دوسرے مولویوں سے ڈرتے ہیں تو پھر امام الہند، مجدد صدی دوازدهم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی زبان میں یہ لکھ دیتے کہ:-



عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولین و آخرین کے خاتم تھے، ہیں اور رہیں گے۔  
 آج آپ کی تحریر سے، ہمیں یہ علم ہو رہا ہے کہ آخرین کے خاتم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ہی  
 نہیں سکتے، اولین کے بھی نہیں تھے۔ اور کسی گذشتہ نبی پر بھی آپ کی مہر نہیں تھی۔  
 آپ لفظ "ختمہ" کو طنز و مزاح کا نشانہ بناتے ہوئے اس کے حقیقی مفہوم سے کلیتہً  
 نا بلند ہو چکے ہیں۔ یاد رکھیں قرآن کریم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے تو نبی  
 نام کا کوئی ایک وجود بھی باقی نہیں رہتا کہ جس پر آپ کی خاتمت کی مہر نہ ہو۔ پس آپ کا یہ انتہائی  
 باطل اور مفسدانہ عقیدہ کہ بعثت نبویؐ سے پہلے تمام انبیاء پر گویا خاتمت کا کوئی اثر نہیں تھا۔  
 سراسر جہالت کی بات ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ "خاتمہ" کے معنی محض افضل ہونے ہی کے نہیں ہوتے بلکہ "مصدق" کے بھی  
 ہوتے ہیں اور مہر سے یہ مراد نہیں کہ نمود باقہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکخانہ کی مہر  
 کی مانند تھے۔ جیسا کہ آپ کی طرح آج کل کے مولویوں کی یہی سوچ ہوتی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے نقوشِ نبوت کو خاتم کے لقب سے نوازا گیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جس نبی میں نبوتِ محمدیہ  
 کے منافی کوئی نقوش پائے جائیں گے۔ اسے ہرگز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق حاصل  
 نہیں ہوگی خواہ وہ پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ ہاں جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش کی  
 چھاپ ہوگی۔ خواہ وہ مدیم ہو یا روشن اور قوی تر، حسب مراتب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 تصدیق یافتہ کہلائے گا۔ انہیں معنوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا حدودِ زمانی  
 سے بالا ہو جاتا ہے اور آپ سے پہلے گذرے ہوئے وہ انبیاء ہی انبیاء کہلاتے ہیں جن پر آپ  
 کی مہر ثبت ہو۔ انہیں معنوں میں یہ حدیث واقع ہے:-

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ فِي أَمْرِ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنِّي آدَمَ لَسَجْدَلٍ

فِي طِينَتِهِ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۲۸۔ المكتبة الإسلامية للطباعة والنشر بیروت)

ترجمہ۔ یقیناً میں (اس وقت بھی) اللہ کا بندہ خاتم النبیین تھا جبکہ آدم کی مٹی گوندھی جا رہی تھی۔

مولوی صاحب! ہم ایک مرتبہ پھر آپ کی توجہ مبذول کرواتے ہیں کہ جب احمدیوں کا عقیدہ بیان کریں تو جب پہلے سے آپ کے بزرگوں نے وہی عقیدہ زیادہ دیا ننداری سے بیان کر دیا ہو تو اپنے ناقص الفاظ میں پیش کرنے کی بجائے سیدھی طرز پر یہ پیش کیا کریں کہ احمدی عقیدہ بعینہ وہی ہے جو ہمارے فلاں فلاں بزرگ کا تھا۔ مثلاً زیر بحث عقیدہ کے متعلق آپ بلا خوف تردد یہ بات لکھ سکتے تھے کہ اس ضمن میں احمدی عقیدہ بالکل وہی ہے جو ہمارے بزرگ مولانا محمد الحسن صاحب اور علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کے ترجمہ القرآن کے حاشیہ پر درج ہے کہ:-  
”بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ربی اور نہانی بر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی ہر گز کر ملی ہے۔“

(زیرایت خاتم النبیین، ناشر پاک قرآن پبلشرز لاہور صفحہ ۵۵)

علاوہ ازیں آپ اگر دیا ننداری سے کام لیتے تو یہ بھی لکھ سکتے تھے کہ احمدی عقیدہ تو ہم نے مذکورہ بالا وہ بزرگوں کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ سے بیان کر دیا ہے جبکہ ہمارے بعض بزرگ تو دو قدم ان سے بھی آگے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو بھی استعدادوں والا شخص سامنے آگیا وہ خود ہی نبی بن گیا۔ چنانچہ دیکھئے۔ ہمارے بزرگ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:-  
”حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی، نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا۔“

آفتاب نبوت ص ۸۲ مصنف مولانا قاری محمد طیب صاحب  
ناشر ادارہ اسلامیات لاہور یا اہتمام اشرف برادرزہ بار اول  
۱۹۸۰ء۔ مطبوعہ:- وفاق پریس لاہور

## سیح موعود کی نبوت

لدھیانوی صاحب خدا تعالیٰ کے اختیارات میں دخل اندازی کرتے ہوئے کہتے ہیں:-  
 ”قادیانیوں کو یہ حق آخر کس نے دیا ہے کہ وہ غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول  
 سمجھیں اور پھر اسلام کا دعویٰ بھی کریں؟“ (ص ۱۳)

مولوی صاحب! اگر یہ حق قادیانیوں کو دیا ہے تو خدا تعالیٰ نے دیا ہے، کسی کو نبی ماننے یا نہ  
 ماننے کا حق خدا تعالیٰ دیا کرتا ہے۔ کوئی مولوی تو نہیں دیا کرتا۔ آپ تسلی رکھیں کہ یہ حق آپ نے  
 بہر حال نہیں دیا۔ جس خدا نے تمام بنی نوع انسان کو یہ حق دیا ہے کہ اُس کے فرستادوں کو  
 قبول کر لیں اسی خدا نے احمدیوں کو یہ حق دیا ہے کہ سیح موعود اور ہدیٰ دوراں کے دعاوی پر  
 بطور امتی نبی کے ایمان لائیں۔

مولوی صاحب! آپ اپنی فکر کھجیے اور بتائیے کہ کیا آپ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ بعد  
 وصال نبوی سینکڑوں سال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اپنے سابقہ جسم کے ساتھ جب دوبارہ  
 امت میں نازل ہوں گے تو آپ اُن پر بطور نبی اللہ ایمان لائیں گے اور اس کے باوجود اپنے  
 آپ کو مسلمان کہنے پر مصر ہوں گے۔ یہ بات کرنے سے پہلے ذرا ان تحریروں پر بھی نظر ڈال  
 لیتے تو شاید یہ سوال کرنے سے باز رہتے۔ دیکھیں حضرت محی الدین ابن عربیؒ کیا فرماتے ہیں کہ:-

عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ قِتْلًا حَكَمًا مِنْ غَيْرِ تَشْرِيعٍ وَهُوَ نَبِيٌّ

بِلَا شَكٍّ - (فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۲۴۵ طبع بمطبعة دار الكتب العربية الکبریٰ بمصر)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہم میں علم ہوگی صورت میں شریعت کے بغیر نازل ہوں گے اور

بلا شک نبی ہوں گے۔

اور مشہور مفتی اور فاضل دیوبندی مولوی محمد شفیع صاحب کیا لکھتے ہیں کہ:-



”جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہی حکم بعد نزول بھی باقی رہے گا۔ ان کے نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ فرض ہوگا۔ اور جب وہ اس امت میں امام ہو کر تشریف لائیں گے اس بنا پر ان کا اتباع احکام بھی واجب ہوگا۔ الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول بھی رسول اور نبی ہوں گے۔ اور ان کی نبوت کا اعتقاد جو قدیم سے جاری ہے اس وقت بھی جاری رہے گا۔“

(رجسٹر فتاویٰ الف ص ۴۹)

اب آپ ہی کے الفاظ میں الٹ کر ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر بغرض محال عیسیٰ علیہ السلام آپ کی زندگی میں تشریف لے آئے اور آپ نے انہیں نبی اللہ تسلیم کر لیا تو آپ کو مسلمان کہلانے کا حق کون عطا کرے گا۔ جو ذات آپ کو یہ حق عطا کریگی اسی نے ہمیں یہ حق عطا فرمایا ہے۔ ہم مختلف طریق پر ایک مضمون کو بار بار آپ کے سامنے کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ شاید کوئی بات آپ پر کھل جائے اور ممکن ہے ہر رستہ بند نہ ہو بلکہ کسی رستہ سے بات آپ کے دل میں اتر جائے۔ اب ایک اور طریق پر یہ بات پیش کرتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے نزول کی خوشخبری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی تو اس کا نبوت کا دعویٰ اس کے سچے ہونے کی دلیل تو ہو سکتا ہے، جھوٹے ہونے کی نہیں۔ اور اس کا ہر قسم کی نبوت سے انکار یقیناً اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں جب وہ یہ کہے گا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں کہ جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں نازل ہونے کی خبر دی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو صحیح مسلم میں درج ہے اُسے نبی اللہ قرار دے رہا ہوگا اور ایک نہیں چار مرتبہ اس کے متعلق نبی اللہ کے الفاظ سے مخاطب ہوگا۔ اب بتائیے کہ ایسا شخص اگر یہ دعویٰ کرتا ہو کہ

میں ہوں تو وہی مگر نبی اللہ نہیں تو کیا یقیناً جھوٹا ثابت ہو گا کہ نہیں؟ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اسے نبی اللہ کہہ رہی ہوگی مگر وہ کس قدر ہو گا کہ میں ہوں تو پیشگوئی کا مصداق مگر نبی نہیں۔

پس جب احمادیوں نے حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتے ہی نبی اللہ مان لیا تو اس کا حق انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے بلکہ اس حق سے انحراف کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

پس جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حق عطا فرمائیں کہ آخرین میں ظاہر ہونے والے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیں اس کے مسلمان ہونے کا حق کون جھین سکتا ہے۔ آپ کی تو بہر حال یہ حیثیت نہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اپنی اوقات دیکھ کر بات کیا کریں۔

ہمیں ڈر ہے کہ آپ کو تو یہ بات سمجھ نہیں آئے گی مگر اقت محمدیہ کے خدا ترس اور انصاف پسند لوگ نہ صرف یہ سمجھ چکے ہیں بلکہ انہوں نے اس کا اظہار بھی فرمادیا کہ دراصل اُن کے مسیح موعود کے بارے میں عقیدہ اور احمادیوں کے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں۔ دیکھئے ہمدانی کے مشہور متدین اور انصاف پسند عالم دین مولانا عبدالماجد دہلوی آبادی مرحوم نے کیا ستھری بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبولِ سعید کی بہترین جزا دے۔ فرماتے ہیں:-

”مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اس معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی

والفضل ۲۱ مارچ ۱۹۲۵ء

نہ یاد دہی ہے۔

مولانا سیانہ فتح پوری صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”سب بڑا الزام ان پر یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہ تھے حالانکہ اس سے زیادہ لغو و لافینی الزام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختم نبوت کے قائل تھے اور غالباً اسی شغف و شدت کے ساتھ جو ایک سچے عاشقِ رسول میں پایا جانا چاہیئے۔“

{ ملاحظتِ نیاز فتح پور ص ۱۳۳۔ بحوالہ نگار لکھنؤ مئی ۱۹۶۲ء }  
 { مرتبہ:۔ محمد اجمل شاہد۔ ناشر:۔ جماعتِ احمدیہ کراچی۔ }

پھر فرماتے ہیں:۔

”وہ اپنے آپ کو یقیناً ظلی نبوی یا مہدی موعود سمجھتے تھے لیکن ان کا یہ کہنا عقیدہ ”خاتم النبیین“ کے منافی نہیں کیونکہ جس نبوت کو وہ آخری نبوت سمجھتے تھے اس کا انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا اور جس ظلی ملکہ نبوت کا حامل وہ اپنے آپ کو کہتے تھے وہ کوئی نئی چیز نہیں۔“

{ ملاحظتِ نیاز فتح پور ص ۲۹۔ بحوالہ نگار لکھنؤ۔ نومبر ۱۹۵۹ء }  
 { مرتبہ:۔ محمد اجمل شاہد۔ ناشر:۔ جماعتِ احمدیہ کراچی۔ }

### دلوں کا حال جاننے والے مولوی صاحب!!

لدھیانوی صاحب نے ایک الزام احمدیوں پر یہ بھی لگایا ہے کہ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو منسوخ کر کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کلمہ دنیا میں جاری کیا ہے۔ پھر یہ مذہبِ مٹاؤ بھی دینے کی کوشش کی ہے کہ افرادِ جماعت احمدیہ جب کلمہ طیبہ پڑھتے یا لکھتے ہیں تو محمدؐ سے ان کی مراد حضرت مرزا غلام احمدؑ ہوتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب! آپ کو حضرت مرزا صاحب کے اتنی ہی ہونے پر تو اعتراض ہے اور اپنی یہ

جسارت کہ خدا بن رہے ہیں اور خوف نہیں کھاتے۔ عالم غیب ہونے کا دعویٰ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں تھا۔ اور آپ کی یہ بے باکی کہ عالم الغیب بنے بیٹھے ہیں اور ہر احمدی کے دل کے حال پر گواہ بن کر آپ کو اصرار رہے کہ احمدیوں سے بڑھ کر آپ ان کے دل کی باتوں کو بیان کرنے کے مجاز ہیں۔ اس کا اصل اور برحق جواب تو قرآن کریم کے الفاظ میں یہی ہے کہ

لعنت الله على الكاذبين ۔

اگر جھوٹے خدا کی لعنت کے سزاوار ہیں تو سب سے بڑھ کر ایسے جھوٹے لعنت کے سزاوار ہیں جو خدا کے شریک بھی بن بیٹھے ہوں ۔

جناب لدھیانوی صاحب! آپ تو عام صحابہؓ کے مقابل پر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یاد رکھیے کہ ایک موقع پر جب ایک بزرگ صحابی رسولؐ نے صرف ایک شخص کے متعلق ایسا دعویٰ کیا کسی جماعت کے متعلق نہیں بلکہ صرف ایک شخص کے متعلق کہ وہ اپنی زبان سے کچھ اور کہتا تھا لیکن دل میں کچھ اور تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اتنے شدید ناراض ہوئے کہ وہ عمر بھر اپنی اس لغزش پر پچھتا تا رہا اور پشیمان رہا۔ لیکن آپ میں کہ ایک فرد پر نہیں، دنیا بھر کے لکھو کھیا احمدیوں پر یہ تہمت لگانے کی جرأت کرتے ہیں کہ جب وہ زبان سے کلمہ شہادۃ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں تو دل میں مرزا غلام احمد صاحب کا نام جیتے ہیں، تو آپ ایک ایسے جرم کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو درحقیقت مذکور صحابیؓ کی لغزش کے مقابل پر لاکھوں گنا زیادہ مذموم اور مکروہ ارتکاب جرم ہے۔ اب ذرا غور سے حسب ذیل حدیث کا مطالعہ فرمائیے اور اس شفاف آئینہ کی مدد سے اپنے دل کی مکروہ حالت کی تصویر دیکھنے کی کوشش کریں۔ آپ کو دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں کے دلوں کی حالت پر علیم و خبیر ہونے کا دعویٰ تو ہے، کبھی اپنے گریبان اور اپنے دل میں بھی جھانک کر دیکھا ہے۔ اگر نہیں تو دیکھئے حدیث میں کیا لکھا ہے :-

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں :-

”اَبْعَثْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا  
الْحُرُوقَ . مِنْ جَهَنَّةَ فَأَذْرَكَتُ رَجُلًا . فَقَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
فَقَطَعْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ . فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أُنْزِلَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتْلَتْهُ ؟ قَالَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا  
خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ . قَالَ : أَفَلَا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِهِ . حَتَّى تَعْلَمَ  
أَنَّ قَالَهَا أَمْلًا . فَمَا زَالَ يُكْرِرها عَلَيَّ حَتَّى تَمْنَيْتُ أَنِّي اسْمَلْتُ  
يَوْمَئِذٍ .“

مسلم کتاب الایمان - باب تحریم قتل الکافر بعد قوله ( لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ )  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک معرکہ کے لئے بھیجا۔ ہم صبح جہینہ میں الحرقات  
کی بستی میں پہنچے۔ میری ایک شخص سے وہاں مڑھ بھیل ہو گئی۔ جب میں نے اُس پر  
قالہ پالیا تو اُس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کر لیا۔ مگر میں نے اُس کو پھر بھی نیزے  
سے مار دیا۔ لیکن اس وجہ سے میرے دل میں ایک خلش سی رہ گئی جس کا میں نے  
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا  
اُس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اور تو نے اُس کے باوجود اُسے قتل کر دیا؟ تو میں نے  
عرض کی یا رسول اللہ! اُس نے تو یہ محض ہتھیار کے خوف سے کہا تھا۔ اس پر  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو نے کیا اس کا دل چیر کر نہ دیکھ لیا کہ تجھے  
علم ہو گیا تھا کہ اُس کے دل سے کہا ہے یا نہیں۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس  
رہنے کے ساتھ اتنی مرتبہ دہرایا کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش میں اُس دن تک

مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔

میں بحیثیت ایک احمدی مسلمان کے احمدیوں میں پیدا ہوا اور احمدیت میں ہی جوان ہو کر اس نچتہ عمر کو پہنچا ہوں۔ عالم الغیب خدا کی عزت اور تحریم اور حیروت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج تک ایک مرتبہ بھی کلمہ شہادت پڑھتے وقت جب میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دی تو دل میں کبھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام نہیں آیا بلکہ زبان پر اور دل پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نام تھا۔ مجھ پر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خدا کی لعنت پڑے اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں۔ باقی احمدیوں کو چھوڑیے۔ مولانا ابصر فہم پر ہی حلف اٹھا کر بتائیے کہ خاکسار اے ایس موسیٰ مصنف کتاب "کیا احمدی سچے مسلمان نہیں؟" جب کلمہ پڑھتا ہے تو آپ حلفاً اعلان کریں کہ میں یوسف لدھیانوی عالم الغیب والشہادۃ اعلان کرتا ہوں کہ اے ایس موسیٰ ہر بار کلمہ پڑھتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام جپتا ہے۔ اور اپنے حلف میں اگر میں جھوٹا ہوں تو ہزار بار مجھ پر خدا کی لعنت پڑے۔

لیجئے لدھیانوی صاحب باہم نے دو لوگ فیصلہ کر دیا ہے آپ ایسا حلف اٹھا کر دکھائیں۔ ہمارے دلائل تو نہیں ختم ہوں گے لیکن اب ہماری بحث آپ کے حلف کے بعد ختم ہو جائے گی۔ اور اس طرح جب خدا تعالیٰ کی عدالت میں معاملہ چلے گا تو وہی نپٹے گا اور وہی باز پرس فرمائے گا۔

اگر ہمارے حلف کے جواب میں لدھیانوی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ انہوں نے یہ بات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک تحریر سے پیش کی ہے تو اول تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس تحریر کا پس منظر کیا ہے۔ کن معنوں میں انہوں نے یہ لکھا ہے۔ اگر وہ یہ کچھ رہے ہوں کہ محمد نام چونکہ سب انبیاء کا جامع ہے اس لئے محمد نام میں تمام انبیاء کی تصدیق شامل ہو جاتی ہے خواہ وہ پہلے ہوں یا بعد میں ہوں تو یہ ایک بالکل افسوسناک بات ہے جس پر ہر عارف باللہ مسلمان ایمان رکھتا

ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ محمد نام پڑھتے ہوئے عیسیٰ، موسیٰ یا کسی اور نبی کا تصور  
باندھتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس مضمون کی تحریر لکھی ہے تو ہرگز یہ  
مطلب نہیں کہ جب وہ یہ مضمون پڑھتے تھے تو فوراً ان کے دل میں محمد رسول اللہ کی بجائے کسی اور کا  
نام آتا تھا۔ یہ آپ جیسے سطحی قلاں کی ہی ذریعہ دیتا ہے۔ جو عارفانہ نکتے سمجھے بغیر کسی کی تحریر پر بے باکانہ  
جملے شروع کر دے۔

یاد رکھیں۔ تادم تحریر احمدیت دنیا کے ۱۲۳ ممالک میں مستحکم ہو چکی ہے اور دنیا کے ۱۲۴  
ممالک کے باشندگان آپ کے اس دعویٰ پر لعنت ڈالتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام دنیا میں پھیلے  
ہوئے احمدیوں میں سے ایک بھی ایسی جیٹانہ حرکت نہیں کرتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے نام کی گواہی دیتے وقت یہ سوچتا ہو کہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت  
مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہیں۔ پس وہ تحریر جو آپ پیش کرتے ہیں اول تو سراسر ظلم کی راہ سے اس کے  
مفہوم کے خلاف پیش کرتے ہیں لیکن اس کے بڑھ کر یہ ظلم کہ ایک شخص کی تحریر پر ساری دنیا کے احمدیوں  
کے احتجاج کے باوجود اس تحریر کے وہ معنی اُن سب کی طرف منسوب کر رہے ہیں جو معنی آپ کے خود ساختہ  
ہیں پس یا تو یہ جہل بہرگب ہے یا کذب مرکب۔ یا پھر دونوں کی معجون مرکب ہوگی۔

اب سنئے! احمدیوں پر تو آپ کو حملہ کرنے کا حق نہیں تھا کیونکہ آپ عالم الغیب بہر حال نہیں۔  
لیکن آپ تو عالم الشہادۃ بھی بالکل نہیں ورنہ آپ اپنے ایک نہایت عظیم بزرگ کی یہ شہادت ضرور پیش نظر  
رکھ لیتے کہ:-

”اشرف علی رسول اللہ“

(رسالہ الامداد، حضرت احمد مرتضیٰ - از مولانا اشرف علی صاحب مطبع امداد ابھارا)

اب بتائیے کہ یہاں تو کلمہ مخفی طور پر نہیں بلکہ کھلم کھلا تبدیل شدہ صورت میں دکھائی دے رہا ہے  
یہ آپ کی نظر سے کیوں اوجھل رہ گیا۔ کیوں آپ اس کے بعد دیوبندی مذہب کے تو بہ کرتے ہوئے بریلوی



مذہب اختیار نہیں کر لیتے، جنہوں نے آپ ہی کے حملے کا طریق اختیار کرتے ہوئے اس ایک شخص کی غیر ذمہ دارانہ تحریر کے بدلے سارے دیوبندیوں کو مشرک قرار دے رکھا ہے اور کھلے بندوں یہ اعلان کرتے پھر رہے ہیں کہ دیکھو دیوبندیوں کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے بالکل مختلف ہے اور جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں تو مراد اشرف علی تھانوی صاحب ہوتے ہیں۔ اب بتائیے کہ آپ کو سوائے اسکی کہ بریلوی ہو جائیں مسلمان کہلانے کا کیا حق باقی رہ جاتا ہے۔

لدھیانوی صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی جس عبارت پر اپنے افستراہ کی عمارت تعمیر کی ہے۔ وہ یہ ہے۔

”سیح موجود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“ (کلمۃ الفصل ۱۵۸)

قارئین کرام۔ دراصل یہ تحریر ایک ایسے معترض کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی جو خود تسلیم کرتا تھا کہ احمدیوں کا کوئی الگ کلمہ نہیں ہے اور اس طرح چالاکی سے احمدی علم کلام پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ غرض یہ تھی کہ احمدیوں کو ملزم کرے کہ اگر تمہارا یعنی حضرت مرزا صاحب کا الگ کلمہ نہیں ہے تو وہ کسی محنوں میں نہی نہیں کہلا سکتے اور اگر کلمہ الگ ہے تو اُمتِ محمدیہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔

چالاکی کے اس پھندے سے نکلنے کی کوشش سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ عبارت لکھی جس پر جناب لدھیانوی صاحب بچہ بچہ کر حملہ کر رہے ہیں۔ درحقیقت اسکا جواب جو مصنف کتاب ”کلمۃ الفصل“ دینا چاہتے تھے اور وہی آج بھی ہر احمدی کا جواب ہے جو یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا کوئی الگ کلمہ نہیں اور مولوی صاحب جو یہ بات پیش کرتے ہیں کہ جماعت کا کوئی الگ کلمہ ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا وہی کلمہ ہے جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے۔ ہم حضرت

مرزا صاحب کو ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر آزادی کے طور پر تسلیم نہیں کرتے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور تابع کو اگر امتی نبی کے مقام پر سرفراز فرمایا جائے تو ہرگز نہ کلمہ کی ضرورت نہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہی قیامت تک کے لئے حاوی ہے اور غیر متبدل ہے۔

یہ بات معترض کو سمجھاتے ہوئے مصنف کلمۃ الفصل نے ایک یہ طرز بھی اختیار کیا کہ اُسے بتائیں کہ اصل میں محمد نام اور محمد مقام اتنے عظیم ہیں کہ صرف گذشتہ زمانوں پر ہی حاوی نہیں آئندہ زمانوں پر بھی حاوی ہیں۔ چرچس طرح یہ کہنا درست ہوگا کہ جملہ انبیاء کے نام جیسے آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ وغیرہ محمد نام کے تابع اور اس کے کلمہ میں شامل ہیں اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہے کہ بعد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہو کر اگر کسی امتی کو مقام نبوت عطا ہو تو وہ بھی اکرم محمد کی جامعیت میں داخل ہوگا۔ یہ استدلال کوئی محض ذوقی نکتہ نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے جس پر ان ظاہری مولویوں کی نظر نہیں۔

اکرم محمد کی تصدیق میں اس لئے دوسرے انبیاء کی تصدیق شامل ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ بعد میں ہوں یا پہلے ہوں، کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جسے دیگر تمام انبیاء کی تصدیق بنائے ایمان میں داخل کر دی اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا سوائے ہر شخص پر لازم کر دیا کہ محض یہ ایمان کافی نہیں جبکہ تم خدا کے دیگر انبیاء میں کسی ایک کا انکار کرنا چاہو۔ پس یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم احسان ہے کہ آپ دوسرے انبیاء کے بھی مصدق بن گئے خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی کسی بھی زمانہ میں پیدا ہوئے ہوں۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان ہی ہے جس کو بیان کرتے ہوئے مصنف کتاب کلمۃ الفصل نے معترض کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا مقام ہے کہ ان کے نام میں ہر نبی کی تصدیق شامل ہو گئی۔ تمہارے اور ہمارے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ تم صرف

گذشتہ انبیاء کی تصدیق اس نام میں سمجھتے ہو، ہم اس کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہونے والے امام  
مہدیؑ کو بھی جس کا درجہ ہم امتی نبی کا درجہ سمجھتے ہیں، اس تصدیق میں داخل سمجھتے ہیں۔

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے کے لئے کسی اور کا کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ  
ہر کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ میں داخل ہو چکا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ  
علیہ السلام و دیگر انبیاء کو نبی اللہ تسلیم کرنے والے پر یہ حاجت نہیں رہی کہ ابراہیم رسول اللہ موسیٰ  
رسول اللہ عیسیٰ رسول اللہ یا کسی اور نبی کا کلمہ پڑھے، اسی طرح احمدیوں کے لئے ہرگز ضروری  
نہیں کہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے کے بعد احمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنا شروع کریں۔

یہ وہ نہایت عالمانہ اور عارفانہ نکتہ تھا جسے سمجھانے کی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مصنف  
کتاب "کلمۃ الفصل" نے کوشش فرمائی لیکن افسوس کہ انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ ان کے مخالفین  
میں بہت سارے غبی بھی شامل ہیں جو حسن نیت کے ساتھ عرض بات سمجھنے والے نہیں بلکہ محض  
اعتراض برائے اعتراض کرتے ہیں اور حق جوئی سے ان کی کوئی غرض نہیں۔ یہ لدھیانوی صاحب  
بھی اسی قبیل کے لوگوں میں صف اول میں ہیں۔

مولوی صاحب اجوبات ہم نے سمجھائی ہے اسے سمجھیں اور توبہ کریں کیونکہ یہ عقیدہ مبنی پر  
قرآن و حدیث ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے مصدق بنے اور یہی آیت  
خاتم النبیین کے معانی میں ہے اہم معنی ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے مصدق بن  
گئے۔ پس جسے آپ کی تصدیق کی اُس نے گویا ہر نبی کی تصدیق کر دی۔ خواہ پہلا ہو یا بعد میں ہو۔  
اس وضاحت کے بعد اگر پھر بھی یہ مولوی صاحب ازراہ عناد نا واجب اور تاحق حلوں سے  
باز نہ آئے تو ہمیں ان سے کلام نہیں۔ ہماری ان پر محبت تمام ہو چکی۔

پس اس صورت میں آخری صورت یہی بنے گی کہ احمدیوں کا یقیناً کوئی اور کلمہ نہیں جیسا کہ  
ہم یقین کرتے ہیں اور ہمارے مخالفین بھی یہی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی لئے تو اعتراض پیدا ہوا ہے۔

احادیث کو اس لئے الگ کلمہ کی ضرورت نہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ میں تمام انبیاء کی تصدیق داخل سمجھتے ہیں۔ لیکن لدھیانوی صاحب چونکہ اس عقیدہ کو محدثانہ عقیدہ سمجھتے ہیں شاید اسی لئے ان کے بزرگ اور مرشد نے اپنا الگ کلمہ بنالیا اور ان کے متبعین کو بھی یہ ضرورت پیش آئی کہ

” اشرف علی رسول اللہ “ کے نعرے لگائیں۔

مصنف کتاب ” کلمۃ الفضل “ کی اس تحریر سے متعلق جسے انتہائی بھیانک کلمہ کفر کے طور پر مولوی صاحب پیش فرما رہے ہیں، ہم قارئین پر خوب اچھی طرح واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ لدھیانوی صاحب نے جو معنی اس تحریر کو پہنانے کی کوشش کی ہے سراسر ظلم اور افتراء ہے اور ویسا ہی ظلم و افتراء ہے جیسا کہ کوئی شخص ان بزرگان امت پر عمل کرے جن کے عقائد ہم ذیل میں تحریر کریں گے اور انکی تحریرات اور فرمودات سے کفر و الحاد کے معنی اخذ کرے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں امت میں ظاہر ہونے والے امام ہدی کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب ” الخایر الکثیر “ میں فرماتے ہیں :-

حَقُّ لَهٗ اَنْ يَنْعَكِسَ فِيْهِ اَنْوَارُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَيَزَعَمُ الْعَامَّةُ اَنَّهُ اِذَا نَزَلَ فِي الْاَرْضِ كَانَ وَاَحَدًا مِّنَ الْاُمَمَةِ .  
كَلَّا بَلْ هُوَ شَرَحٌ لِّبِلِّ سَمِ الْعَامِ الْمَحْمَدِيِّ وَنُسْخَةٌ  
مِّنْ نُّسْخَةِ مَنَّهُ فَشَتَانٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمَةِ .

” الخایر الکثیر “۔ مدینہ پریں بخنور مصنف حضرت شاہ ولی اللہ

یعنی انوار الیے موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عامۃ الناس یہ گمان کرتے ہیں کہ جب وہ موعود دنیا میں تشریف لائے گا تو اس کی حیثیت محض ایک امتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اکم جامع

محمدی ہی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ (TRUE COPY) ہوگا۔ پس اس کے اور ایک عام اُمتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہوگا۔

پھر شرح فصوص الحکم میں امام ہدی علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے :-

”الْمُحَمَّدِيُّ الَّذِي يَخْبِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهُ يَكُونُ فِي أَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَعَارِفِ وَالْعُلُومِ وَالْحَقِيقَةِ تَكُونُ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ تَابِعِينَ لَهُ كُلُّهُمْ وَلَا يُنَاقِضُ مَا ذَكَرْنَا لِأَنَّ بَاطِنَهُ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

(شرح فصوص الحکم مطبع مصطفیٰ للبابی الحلبي ص ۴۳۳)۔ از امام عبدالرزاق کاشانیؒ

یعنی آخری زمانہ میں جو امام ہدی آئیں گے وہ احکام شریعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے اور معارف و علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء ان کے تابع ہوں گے۔ اور یہ بات ہمارے مذکورہ بیان کے خلاف نہیں ہے کیونکہ امام ہدی کا باطن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

پھر گیارہویں صدی کے مشہور شیعہ مجتہد علامہ باقر مجلسی اپنی کتاب ”بحار الانوار“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا :-

”يَقُولُ (المهدي) يَا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ أَلَا وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْمِعِيلَ - فَمَا أَتَا ذَا إِبْرَاهِيمَ وَاسْمِعِيلَ أَلَا وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مُوسَى وَيُوشَعَ فَمَا أَتَا مُوسَى وَيُوشَعَ - أَلَا وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مُحَمَّدٍ وَآمِرِ الْمُؤْمِنِينَ (صلوات الله عليه) فَمَا أَتَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآمِرِ الْمُؤْمِنِينَ ؟“

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۰۲)

یعنی جب امام مہدی آئے گا تو اعلان کرے گا کہ اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی ابراہیمؑ و اسمعیلؑ ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی موسیٰ اور یوشع ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین (علیؑ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین میں ہی ہوں۔

لیکن اگر حضرت مرزا صاحب مدعی ہدویت ہوتے ہوئے ان پیش خبروں کی روشنی میں اپنا مقام بیان فرماتے ہیں تو لدھیانوی صاحب کے نزدیک یہ بات نقل اعتراض بن جاتی ہے۔ کاش لدھیانوی صاحب اعتراض سے قبل حضرت امام باقر علیہ السلام کی اس رائے کا مطالعہ کر لیتے۔ پھر عارف ربانی محبوب سبحانی سید عبد الکریم جیلانیؒ فرماتے ہیں:-

”اس (امام مہدی...) ناقل سے مراد وہ شخص ہے جو صاحب مقام مہدیؑ ہے اور ہر کمال کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے۔“

(الساہل کامل لاردو) باب ۲۵ ”مہدی علیہ السلام کا ذکر“۔ بغیس الہدیٰ کراچی)

پھر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”حضرت آدم سے لیکر خاتم الولاہیت امام مہدیؑ تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہیں۔ پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا۔... اس کے بعد دوسرے شاخ عظام میں نوبت نبوت بروز کیا اور کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ امام مہدیؑ میں بروز فرمائی گے۔ پس حضرت آدم سے امام مہدیؑ تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے تمام رُوحِ مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر ہیں۔“

(مقائیس الجالیس ص ۱۹) اور شادات خواجہ غلام فریدؒ مرتبہ:- محمد رکن الدین۔ ناشرین اسلامک بک ٹرسٹ

## نئی شریعت بنانے کا جھوٹا الزام

لہذا مولوی صاحب نے احمدیوں پر نئی الگ شریعت بنانے اور مسلمانوں کو کافر کہنے کا الزام بھی لگایا ہے۔

جبکہ یہ الزام بھی باقی الزاموں کی طرح کلیئر بے بنیاد اور بے حیثیت ہے جس کا جماعت احمدیہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ دنیا کے ۱۲۳ ممالک میں احمدی پھیلے ہوئے ہیں کسی ایک جگہ بھی یہ الزام نہیں عائد ہو سکتا کہ ان کی شریعت الگ ہے۔ صرف پاکستان میں بد بخت مولوی بردستی لگ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہاں یہی تو جھگڑا ہے کہ مولوی دن رات اسی شرانگیزی میں مبتلا ہے کہ احمدی کہیں شریعت محمدیہ پر عمل نہ کرے اور ادھر احمدی انتہائی صبر و استقلال کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے کامل وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے سینکڑوں احمدیوں کو جیلوں میں ڈالا گیا، زند و کوب کیا گیا، ملازمتوں سے علیحدہ کیا گیا، سکولوں، کالجوں سے نکالا گیا، ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے اور قتل کئے گئے۔ اس کی یہی توجہ ہے کہ مولوی کو دکھ ہے کہ یہ شریعت محمدیہ پر عمل کیوں کرتے ہیں۔ اگر احمدیوں کی شریعت الگ ہے تو پاکستان میں قانون بنانے کی ضرورت کیا تھی۔ کہ احمدی شریعت محمدیہ پر عمل نہ کریں۔

اب مولوی کے اس اعتراض کا مقصد صرف فساد ہے۔ اسکی علاوہ کوئی وجہ نہیں۔ یہ مولوی خود جانتا ہے کہ احمدی کسی اور شریعت پر عمل نہیں کر سکتا۔ آج کاملاً تو اپنی عاقبت برباد کر چکا ہے، ہم عامۃ الناس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کی خلاف اسلام باتوں کے پیچھے چل کر اپنی عاقبت نہ خراب کریں۔ حضرت مرزا صاحب نے جو عقیدہ جماعت احمدیہ کا بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ اسے پڑھ کر ملاں کے ظالمانہ الزام کی قلعی خود بخود کھل جاتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) ”ہم تو کہتے ہیں کہ کافر ہے وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرا بھر

اور ہر آدمی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے جو نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرے یا قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تغیر و تبدل کرے یا کسی حکم کو منسوخ جانے، ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن کریم کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے۔ اس شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اس کو ہمیشہ تک رہنے والا ماننے اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شے بھی نہ بدلتے اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے۔ عللاً اور علماً اس شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکا مسلمان ہوتا ہے۔“

(الحکم ۱۰، ص ۱۹۷، ج ۵)

(۲) ”میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں جس طرح سارے اہل اسلام احکام بقینہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ و قیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی جانتا ہوں۔“

(الحق لدھیانہ ص ۷۷ روحانی خزائن جلد ۴ ص ۷۷)

(۳) ”جو شخص قرآن کے ساتھ حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے قتل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبیر سے پڑھو اور اس کی بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔“ (کشتی نوح ص ۱۲)

(۴) ”تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب



قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔

(کشتی نوح ۲۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۳۳)

(۵) "مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ میرا عقیدہ ہے۔ اور لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پتر میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پتر میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پتر بھاری ہوگا۔"

(ذکرات الصادقین ص ۲۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۳۴)

جہان تک اور مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا تعلق ہے اس بارہ میں بھی مولوی یوسف لدھیانوی صاحب یہاں واضح بددیانتی سے کام لے رہے ہیں اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ تو سب فرقوں کو مسلمان سمجھتے ہیں لیکن احمدی غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ ذیل میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ پر جن تحریروں کی وجہ سے یہ اعتراض کر رہے ہیں ان سے بیسیوں گنا زیادہ سخت اور متشددانہ طعن دوسروں نے کافر قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تلوار جو مولوی صاحب

نے اٹھائی ہے سب پہلے ان پر چلنی چاہیے جو سب زیادہ متشدد ہوں۔

دوسری بات یہ مدنظر رہے کہ دوسرے فرقوں کے سربراہوں کے جو حوالے دیئے گئے ہیں، انہوں نے تو گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کو کافر اور مشرک تو لگایا۔ جانوروں سے بدتر قرار دینے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس وقت تک قتل نہیں ہوئی جب تک انہیں حرامی نہیں قرار دے لیا۔

چنانچہ بریلویوں کو دیکھیں ان کے متعلق دیوبندی علماء ہمیں یہ شرعی حکم سناتے ہیں کہ:-  
 ”جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا ظالم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا عظم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس کے میل جول محبت و موافقت سب حرام ہیں۔“

مہر

{ فتاویٰ رشیدیہ کمال مہربان از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ص ۶۸  
 { ناشر:- محمد عیدائند سنز تاجران کتب قرآن عمل بالمقابل مولوی سافرخانہ کراچی (۱۸۸۳ء) }

اور انہیں کسے جان میں مشہور دیوبندی عالم جناب مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند ہمیں یہ خبر دے رہے ہیں کہ:-

”رسول مقبول علیہ السلام و جمال بریلوی اور ان کے اتباع کو سچا سچا فرما کر حوض مورد و شفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے اور اُمت مرحومہ کے اجر و ثواب و منازل و نصیب سے محروم کئے جائیں گے۔“

{ رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین الشہود بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص ۱۱۱  
 { مؤلفہ مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی۔ ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور۔ }

پرویزوں کے متعلق دل حسن ٹوٹکی صاحب اور محمد یوسف بنوری صاحب متفقہ طور پر یہ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ:-

”غلام احمد پرویز شریعت محمدیہ کی رو سے کافر ہے اور دائرۃ اسلام سے خارج۔ نہ اس شخص کے عقدِ نکاح میں کوئی مسلمان عورت رہ سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان عورت کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا جائز ہوگا۔ اور یہ حکم صرف پرویزی کا نہیں بلکہ ہر کافر کا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اس کے متبعین میں ان عقائد کفریہ کے ہمنوا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے بھی اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔“

[ولی حسن ٹونکی غفر اللہ مفتی و مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی]  
[محمد یوسف بنوری شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ ٹاؤن - کراچی]

شیعوں کے متعلق علماء عامۃ المسلمین کو ان لرزہ خیز الفاظ میں تنبیہ کرتے ہیں :-

”باجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکیم تعینی قلعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ساتھ کاذبہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہی ہے۔ اگر مرد سستی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی نکاح ہو گز نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی۔ باپ کا ترک نہ پاسے گی اگرچہ اولاد بھی سستی ہی ہو۔ کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کزانیہ کے لئے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حشی کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا سستی تو سستی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی۔ یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت، عالم، جاہل، کسی سے میل جول، اسلام کلام سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے

یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے۔ اور اس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوشش پوش نشیں۔ اور اس پر عمل کر کے پتے پتے سستی نہیں؟

{ فتویٰ مولانا شاہ محیظی رضا خاں - بحوالہ رسالہ مدار رفیعہ ص ۲۳  
 شائع کردہ :- نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور پاکستان  
 مطبوعہ - گلزار عالم پریس بیرون بھائی گیٹ لاہور - ۱۳۳۵ھ }

”آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا۔ اور اولاد ولد الزنا“

(الملفوظ حصہ دوم ص ۹۰-۹۱ - مرتبہ مفتی اعظم ہند)

اور اب دیوبندیوں کے متعلق علمائے عرب و عجم کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں :-

”وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء، انبیاء حتیٰ کہ حضرت سید الاولین و آخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہ کی امانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد و کفر سخت سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد اور کافر ہے اور جو اس شک کہنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی مرتد و کافر ہے۔ مسلمانوں

کو چاہیئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ اپنی مسجد میں گھسنے دیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی شادی خمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے تو اپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔ غرض ان سے بالکل احتیاد و اجتناب رکھیں۔

یہ ہے حضرات علمائے اہل سنت کے فتوؤں کا خلاصہ اور یہ فتویٰ دینے والے صرف ہندوستان ہی کے علماء نہیں ہیں بلکہ جب وہابیہ دیوبندیہ کی عبارتیں ترجمہ کر کے بھیجیں تو افغانستان و خیوا و بخارا و ایران و مصر و روم و شام اور دیگر مملکت و مدینہ منورہ وغیرہ تمام دیار عرب و کوفہ و بغداد و شریف۔ غرض تمام جہان کے علمائے اہل سنت نے بالاتفاق یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ ان عبارتوں سے اولیاء انبیاء اور خود خدائے تعالیٰ شانہ کی سخت سخت اشدالانت و توہین ہوئی۔ پس وہابیہ دیوبندیہ سخت سخت اشد مرتد و کافر ہیں ایسے کہ جو ان کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جائے گا اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی اور از روئے شریعت ترک نہ پائے گی۔“

(المعلن خاکسار محمد ابراہیم بھگلپوری۔ باہتمام شیخ شریعت حسین

مطبوعہ برقی پریس۔ اشتیاق منزل۔ سوٹ روڈ۔ مکنو۔)

تفصیل کے لئے دیکھیئے۔

- (۱) تقدیس الوکیل (۲) السیف المسلول (۳) عقائد وہابیہ دیوبندیہ (۴) تاریخ دیوبندیہ۔  
(۵) حسام الحرمین (۶) فتاویٰ الحرمین (۷) صوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ وغیرہ وغیرہ

یہ محض نمونہ کے طور پر بڑے اختصار کے ساتھ بہت سے طویل فتاویٰ میں سے چند اقتدا سے پیش ہیں جن سے ہر قاری نئے تکفیر کے فتوؤں میں علماء کے متشددانہ رویہ کا قدرے اندازہ کر لیا ہوگا۔ مگر جماعت احمدیہ کا ایسا متشددانہ موقف نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا بعینہ وہی موقف ہے جو ان سب علماء کا امام مہدی کے منکرین کے متعلق ہے۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ امام مہدی وعدوں کے مطابق مبعوث ہوئے ہیں اس لئے ان کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور بعینہ یہی عقیدہ ان علماء کا ہے۔ اور یوسف لڑھکانوی صاحب کا خصوصیت سے ہے۔ ان کے نزدیک امام مہدی جب بھی تشریف لائے گا تو ان کا شکر کا فرمایا گیا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم اس منطقی نتیجہ کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کو غیر مسلم قرار نہیں دیتے۔ یہ مولوی ہمارے اوپر سراسر جھوٹ باندھتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ہمارے محاورے میں "غیر احمدی مسلمان" اور دوسرے مسلمان کی اصطلاحیں پڑھیں گے اور جب بھی جماعت احمدیہ کے لٹوچر میں غیر احمدی کا لفظ لکھا جاتا ہے تو ان معنوں میں کہ دوسرے مسلمانوں میں سے وہ مسلمان جو امام مہدی کے منکرین ہیں۔

پس وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہو اور خواہ امام مہدی کا منکر ہو اسے ہم اسلام سے خارج نہیں قرار دیتے بلکہ غیر احمدی مسلمان کہتے ہیں جو کفر و کفر والے مسئلہ سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اس کفر سے مراد لی جاتی ہے کہ حقیقی اور سچا مسلمان نہیں رہا کیونکہ اس نے خدا کے بھیجے ہوئے ایک امام کا انکار کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہر مسلمان کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان قرار دے اور سمجھتے ہیں کہ خدا نے یہ حق دیا ہے اور کوئی یہ حق چھین نہیں سکتا۔ حتیٰ کہ اگر واقعہ کسی فرقہ کے مسلمان کو غیر مسلم یقین کر لیں تو ہمارے اس یقین کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اسے مسلمان کہلانے کے حق سے محروم کر دیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ نہ صرف معقول ہے بلکہ سو فی صدی قرآن کے اس فرمان کے مطابق ہے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا دَلَّ قُلُوبُنَا وَأَلْبَانُنَا قَوْلُوا آمَنَّا

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ - (الحجرات: آیت ۱۵)

اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو ان سے کہہ دے کہ تم حقیقتہً ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہا کرو کہ ہم اسلام لے آئے کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

لیکن افسوس کہ ان مولویوں کا یہ موقف نہیں بلکہ جن دوسرے فرقوں کو یہ کافر کہتے ہیں انہیں غیر مسلم یعنی کلیتہً اسلام سے خارج ہی سمجھتے ہیں۔

## احمدیوں کے ساتھ رعائتی سلوک

لدھیانوی صاحب نے اپنی اس تقریر میں یہ احسان بھی بتایا ہے کہ:-

”ہم احمدیوں سے رعائتی سلوک کر رہے ہیں اور ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔“

حیرت ہے مولوی صاحب کس خطہ پاکستان پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان مولوی صاحبان کی کوششوں کی وجہ سے تو ضیاء الحق ڈکٹیٹر نے جماعت پر یہ پابندیاں لگا رکھی ہیں جن کی فہرست یہ ہے:-

۱۔ اسلامی اصطلاحات کا استعمال نہیں کر سکتے مثلاً صحابی، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ مسلمانین، امیر المومنین رضی اللہ عنہ، اہل بیت، ام المومنین، مسجد وغیرہ کے الفاظ استعمال نہیں کر سکتے۔

۲۔ اذان نہیں دے سکتے۔

۳۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمان ہونا ظاہر نہیں کر سکتے۔

۴۔ تبلیغ اور اپنے عقائد کا اظہار نہیں کر سکتے۔

وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن کا ہر کس و ناکس کو علم ہے اور آرڈیننس کی صورت

میں چھپا ہوا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ جو شخص اس چھپے ہوئے قانون کا انکار کر دے تو اندازہ کریں کہ یہ جسکی دشمنی کی اس حد تک بڑھے ہوئے ہوں اُن سے کیا سلوک کرتے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔

باقی جو احمدیوں پر مظالم کا قصہ ہے۔ ہر روز پاکستان کے اخباروں میں چھپتا رہتا ہے کہ کوئی کلمہ پڑھنے پر گرفتار کیا جا رہا ہے کیسی کے گھر سے بسم اللہ لکھی مل جائے تو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے بے شمار داستانیں ہیں ان مظالم کی۔ قرآن کریم کی آیت تک رکھنا ایک جرم بن کر رہ گیا ہے۔ صرف روزنامہ نوائے وقت کے ان اعداد و شمار کو ملاحظہ کر لیجئے جس کے مطابق تین ہزار ایک سو تیرہ احمدیوں کو انہیں باتوں کی وجہ سے گرفتار کیا گیا لیکن گرفتار ہونے والوں کی اصل تعداد نوائے وقت کے ان اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے اور ۱۹۸۸ء کے بعد اب تک تو یہ تعداد اور بھی بڑھ جاتی ہے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۸ء کے محدود ریکارڈ کو اس اخبار نے اس طرح پیش کیا ہے:-

۱۲۵	گرفتاریاں	خود کو مسلمان کہنے پر
۵۸۸	گرفتاریاں	کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر
۱۷۸	گرفتاریاں	مسجد پر کلمہ لکھنے پر
۲۰۴	گرفتاریاں	اذان کہنے پر
۷۶	گرفتاریاں	شعار اسلامی کے استعمال پر ہوئیں۔

مزید برآں ۱۴۲۱ احمدیوں کو دیگر مقدمات میں گرفتار کیا گیا۔

(نوائے وقت ۱۸ ستمبر ۱۹۸۸ء)

یہ سب باتیں عامۃ الناس کے علم میں ہیں اور یہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ احمدیوں پر کوئی پابندی نہیں۔ مولوی صاحب کو بھی ان کا پتہ تو ضرور ہو گا مگر ان کی عادت نہیں بدلتی۔ چنانچہ ہم حکومت پاکستان سے درخواست کرنی چاہتے ہیں کہ وہ "یہ رعائیں" احمدیوں سے واپس لیکر



ہمارے ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروکاروں کو عنایت کر دے اور ہماری بجائے اسی طرح ان سے رعایتی سلوک کرے۔

## ۵۔ راگے وہ گاتے ہیں جس کو آسمان گاتا نہیں

لدھیانوی صاحب سامعین کو نصیحت کرتے ہیں کہ:-

”ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔

..... کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ ہم قادیانیوں سے مکمل قطع تعلق کریں۔ ان کو اپنی

کسی مجلس میں کسی محفل میں برداشت نہ کریں!“ (صفحہ ۲۲۰)

انگریزی محاورہ ہے CAT IS OUT OF THE BAG اب ہمیں سمجھ آئی ہے۔ کہ مولانا کے نزدیک رعایت کے کیا معنی ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر رعایتی سلوک ہے کہ احمادیوں سے رعایتی سلوک کرنے کی دوسروں کو تلقین فرما رہے ہیں۔ ہمارا پھر وہی جواب ہے کہ مولوی صاحب! یہ رعایت ہے اور اپنے مریدوں سے جائز رکھئے۔ اگر یہی رعایتی سلوک ہے تو اللہ تعالیٰ آپ سے ایسی رعایت فرمائے۔

جہاں تک آپ کی غیرت کے اصل تقاضے کا تعلق ہے تو آپ کے دل کی تو یہ حسرت ہے کہ ایک بھی قادیانی دنیا میں زندہ نہ بچے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل کی دھڑکنیں تفتیر الہی کے مخالف چل رہی ہیں اور آپ حضرت مرزا صاحب کے اس شعر کے مصداق ہیں کہ:- ۵۔

راگے وہ گاتے ہیں جس کو آسمان گاتا نہیں

وہ ارادے ہیں کہ جو میں برخلاف شہریار

چنانچہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کے ہم پیالہ علماء نے جب بھی کوشش کی کہ جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹادیں تو اس کے برخلاف خدا تعالیٰ نے جماعت کو بہت ترقی دی اور آپ کے پیرو مرشد

ضیاء صاحب نے جب یہ اعلان کیا کہ میں اور میری حکومت دنیا سے احمدیوں کا قلع قمع کرنے پر تھے ہوئے ہیں۔ اُس وقت نوٹے سے نائڈ ملکوں میں جماعت نہ تھی اور ان کے اس ارادے کے اظہار کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک ۲۴ مزید ممالک میں جماعت پھیل چکی ہے اور ہر جگہ رفتار اس قدر تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ کو علم ہو جائے تو آپ کی حرکت قلب بند ہو جائے۔ پس یہ بات آپ کو تکلیف دینے کی خاطر نہیں سمجھانے کے لئے لکھ رہے ہیں کہ اگر آپ اسی طرح متقی، پرہیزگار اور اسلام کی خدمت کرنے والے ہیں جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں اور جماعت احمدیہ ویسی ہی ہے جیسا کہ آپ اس پر بہتان باندھ رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی ہر تمنا کو ناکام کرتا چلا جاتا ہے اور جماعت کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہاں ہم اولوالالباب نہیں لکھ سکتے کیونکہ اس رسالہ کے بعد آپ خواہ کسی زمرہ میں آتے ہوں مولانا! آپ اولوالالباب کے زمرہ میں نہیں آتے۔

## ایکے اور جھوٹا الزام

مولوی لدھیانوی صاحب نے ایک نہایت ہی جھوٹا اور بے بنیاد الزام جماعت احمدیہ پر یہ لگایا ہے کہ جماعت گویا چودہ صدیوں کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ یہ بھی ان کے افتراء کی ایک قسم ہے البتہ انہوں نے خود ضرور چودہ سو سال کے مسلمانوں پر اتہام لگائے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے تو سو سال ہوئے ہیں اور جماعت نے دوسروں کی کفر بازی میں کبھی کسی کی تصدیق نہیں کی۔

جماعت احمدیہ تو صرف یہ کہتی ہے کہ اگر یہی سچے امام مہدی ہیں تو خدا کے نزدیک اسکا منکر کافر ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہی ۱۸۸۹ء کا ہے تو پھر گزشتہ ۱۴ صدیوں کے مسلمانوں کو کس طرح متہم کیا جاسکتا ہے۔ یہ مولوی صاحب کے افتراء کی ایسی قسم ہے جس سے وہ

عامۃ الناس میں استعمال پھیلنا چاہتے ہیں مگر شہ صدیوں کے مسلمانوں کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب نے جو تعلیم جماعت احمدیہ کو دی، وہ یہ ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا گزشتہ چودہ سو سال کے مسلمانوں کے بارہ میں عقیدہ ہے لیکن یہ مولوی صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب اہل بیت نبویؑ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است

خاک نثار کو چہ آل محمدؐ است

(در ثمین فارسی ص ۸۹۔ نظارت اشاعت۔ رتبہ)

کہ میری جان اور دل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے۔

## صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ پچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر اور باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکس تصویریں تھے۔“

(فتح اسلام ص ۳۵ روحانی خزائن جلد ۲ ص ۲۱ نظارت اشاعت رتبہ)

## ائمہ اثنا عشر

”ائمہ اثنا عشر نہایت درجہ کے مقدس اور استبار اور ان لوگوں میں سے

تھے جن پر کشفِ صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں؟

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۴۵۷۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔ نظارت اشاعت بلوہ)

### ائمہ الربیعہ

”یہ چار امام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے؟

(المبتدئ ۲، نومبر ۱۹۰۵ء ص ۱)

### صلحائے اُمت

”ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو وحدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سید عبد القادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور حمی الدین ابن العربی اور فدا التون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم و رضوانہ۔ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزار ہا تک عدد پہنچا ہے اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے احترامنا پڑا ہے کہ یہ لوگ صاحبِ خوارق و کرامات تھے۔۔۔۔۔ جس قدر اسلام میں، اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس اُمت کے اولیاء کے ظاہر

ہوئے اور ہو رہے ہیں ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں۔  
 (کتاب البریۃ ص ۴۲-۴۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۹۱-۹۲۔ نظارت اشاعت ربوہ)

پھر فرمایا:-

”درمیانی زمانہ کے صلحائے اُمتِ محمدیہ بھی باوجود طوفانِ بدعات کے ایک  
 دریائے عظیم کی طرح ہیں۔“ (تحفہ گوڑویہ ص ۸ بار اول)

## مولوی صاحب کی ایک بھڑی مثال

مولوی صاحب اپنے افترا کو اب ایک مثال سے ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ  
 ”مثال تو بھڑی سی ہے“ پھر کہتے ہیں کہ ”ایک باپ کے دس بیٹے تھے جو اس کے گھر پیدا ہوئے  
 وہ ساری عمر ان کو اپنا بیٹا کہتا رہا۔ باپ مر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد ایک غیر معروف شخص  
 اٹھا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں مرحوم کا صحیح بیٹا ہوں۔ یہ دسوں کے دسن لڑکے اس کی ناجائز  
 اولاد ہیں۔“

آگے جا کر مولوی صاحب عقلی کرتے ہیں کہ

”تیرہ صدیوں کے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد تھی۔ چودھویں  
 صدی کے شروع میں مرزا غلام احمد قادیانی کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا کہ حضور کی روحانی  
 اولاد صرف میں ہوں۔ باقی سارے مسلمان کافر ہیں۔“

لہذا نوی مولوی صاحب! آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ عقل سے بالکل عاری ہیں مثال آپ  
 نے ایسی دی ہے کہ اپنے جال میں بُری طرح پھنس چکے ہیں اور محال نہیں کہ اپنے ہی پھینکے ہوئے  
 جال سے بچ سکیں۔ آپ کے دعویٰ اور طرزِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن کریم پر آپ کی نظر ہے۔ نہ  
 احادیثِ نبویہ پر اور نہ سنتِ رسول پر۔ اور نہ ہی اہل اللہ کے اقوال پر نظر ہے۔ اور حملہ کرنے کا آپ

ایسا جوش ہے کہ دیکھتے نہیں کہ حملہ کس پر ہوتا ہے اور اسکی کیا عواقب ہوں گے۔ آپ نے جو مثال دیکھی ہے، ایسی ہے جو وہ اور لغو مثال کو دینی مسائل میں پیش کرتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہیے تھی۔

اول تو اسی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے اور آپ کی سوچ کیا ہے۔ کیا یہ مثال پیش کرنے سے پہلے آپ کو یاد نہیں آیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔  
تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِينَ مِلَّةً  
کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے۔

مولوی صاحب! آپ دیکھنا اور رہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے اور منتشر ہو جانے کی تشبیہ فرما رہے ہیں اور آخر میں یہ فرما رہے ہیں:۔  
كَلِمَةٌ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب افتراق هذه الامة)

کہ سوائے ایک کے باقی سب آگ میں ہوں گے۔

کوئی بڑا ہی بد بخت انسان ہو گا جو اس پر ایسی بھیتی کے جیسی کہ آپ نے جسارت کی ہے کہ:۔ "کسی کے بہتر بیٹے تھے جو اس کے گھر پیدا ہوئے وہ ساری عمر ان کو اپنا بیٹا کہتا رہا۔ باپ کے بعد ایک غیر معروف شخص اٹھا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ صحیح بیٹا ہے۔"

علاوہ ازیں آپ جانتے ہیں کہ ہر فرقہ اُمت محمدیہ کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے غلطی پر ہیں بلکہ اس قدر شدید غلطی پر ہیں کہ کافر ہو گئے ہیں۔ اے عقل کے کور سے مولوی صاحب! کیا آپ کو اس موقع پر وہ بد بخت اور کمینہ مثال چسپاں ہوتی دکھائی نہ دی۔ پس اِذَا لَمْ تَشْتَعِبْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ جب تیرے اندھ حیا ہی نہیں رہی تو جو تیرا دل چاہے کر۔  
مَشْكُوَةٌ۔ باب الرفق والحياء وحسن الخلق۔



مولوی صاحب! آپ نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ جھوٹے کو اس کی ماں تک پہنچا دیا ہے۔ ہم نے تو آپ کے ہر جھوٹ کو کلیتہً طشت از بام کر دیا ہے۔ لیکن آپ کے جھوٹ کی اتنی نسلیں ہیں کہ ہم کس کس ماں کا نام لیں۔ بہر حال یہ بات تو خوب روز روشن کی طرح کھل چکی ہے کہ ماضی میں اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کے خلاف وساوس اور خباثت کی ماؤں کے بچے جس قسم کے جھوٹ بھی بولے گئے، جناب نے ان میں سے کسی جھوٹ کو اختیار کرنے سے کراہت محسوس نہیں کی۔ اور آپ کی ہر مکروہ کوشش کو ہم نے تنگ کر کے دکھا دیا ہے۔ اتنی ماؤں تک پہنچانے کی بجائے ہم قرآن کریم کا محاورہ استعمال کرتے ہیں جو بزرگوں پر تمسخر کرنے والے ایسے اندھے مخالفین کی ایک ماں کی خبر ان الفاظ میں ہمیں دیتا ہے۔ فَأُمُّهُ حَادِيَةٌ۔ پس بجائے اس کے کہ سو مختلف ماؤں تک ہم آپ کو پہنچاتے رہیں۔ ہم اس سب پر حاوی اور سب سے آخری ماں کی گود صاویہ کے سپرد کر کے آپ سے اجازت لیتے ہیں۔ لیکن جاتے جاتے اس امر کی طرف متوجہ کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ انگریز تو ان کی ماں بنیں گے جن کے مصنوعی خدا کو ان کی طرح آپ نے بھی آسمان پر چڑھا رکھا ہے۔ وہ ان کی ماں کیسے بن گئے جنہوں نے ان کے خدا کے اکلوتے بیٹے کی موت کا اعلان کر کے ہمیشہ کے لئے زمین میں سُلا دیا۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

